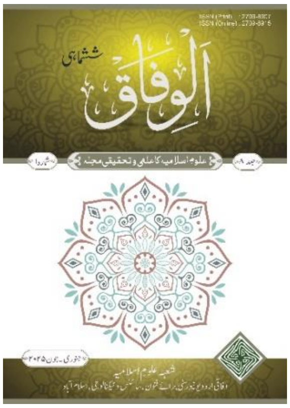

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 8, Issue 1 (January - June 2025)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v8i1
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code:

Article

اخبار الخاطئہ کے مقامی وعلاقائی سطح پر مرتب ہونے والے اثرات
(شریعت اسلامیہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)
The Impact of False News (Akhbār al-Khāṭi’ah) on Local and Regional Levels (Analytical Study in the Light of Islamic Law)

Indexing

Authors: [1.]Chaudhary Nafees Ur Rehman
[1.]Asghar Ali Khan

Affiliations: [1.]Mirpur University of Science & Technology(MUST), Mirpur, 10250, AJK, Pakistan.

Published: 30-June-2025

Article DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v8i1.u4

QR Code

Citation: Chaudhary Nafees Ur Rehman, and ·Asghar Ali Khan “حدیث وسنت کا تاریخی ارتقاء اور فتنۂ اخبار الخاطئہ کے مقامی وعلاقائی سطح پر مرتب ہونے والے اثرات (شریعت اسلامیہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ) The Impact of False News (Akhbār al-Khāṭi’ah) on Local and Regional Levels (Analytical Study in the Light of Islamic Law) ” *Al-Wifaq*, no. 8.2 (June 2025): 47–66, https://doi.org/10.55603/alwifaq.v8i1.u4

Copyright Information: The Impact of False News (Akhbār al-Khāṭi’ah) on Local and Regional Levels (Analytical Study in the Light of Islamic Law) © 2025 by Chaudhary Nafees Ur Rehman & Asghar Ali is licensed under CC BY 4.0

Publisher Information: Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.

اخبار الخاطئہ کے مقامی وعلاقائی سطح پر مرتب ہونے والے اثرات

(شریعت اسلامیہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)

The Impact of False News (Akhbār al-Khāṭi'ah) on Local and Regional Levels

(Analytical Study in the Light of Islamic Law)

چودھری نفیس الرحمٰن

ایم فل، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، میرپور یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، میرپور

ڈاکٹر اصغر علی خان

اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، میرپور یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، میرپور

ABSTRACT

In the modern era, mass communication has a profound influence on public perception and decision-making. Yet the rise of akhbar al-khati'ah (false or misleading news) has become a critical concern, spreading rapidly across media platforms and creating mistrust among communities. Unverified information fuels confusion, social polarisation, and conflict, weakening cohesion and undermining local governance.

This study examines the social, economic, and psychological effects of misinformation through a multidisciplinary approach. It highlights how false news erodes trust, provokes fear, disrupts norms, and impacts markets, emergency response, and civic participation. It also notes the mental toll on individuals, including stress and cognitive overload, which collectively influence community behaviour.

From an Islamic standpoint, truthful and responsible communication is essential for maintaining ethical and social order. The research emphasises the importance of institutional regulation, media literacy, and responsible journalism in combating misinformation, rebuilding trust, and fostering harmony in an increasingly information-dense world.

KEYWORDS:

Misinformation impacts, Social & economic effects, Media & scholarly approach, psychological dimensions, Civic & governance themes, Islamic perspective, Information ethics.

تمہید:

عصر حاضر میں ابلاغ عامہ انسانی معاشروں کی فکری تشکیل، سماجی رویوں کی تعمیر اور اجتماعی فیصلوں کے تعین میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ تاہم ذرائع ابلاغ کی اسی قوت بطن سے ایک سنگین چیلنج بھی جنم لیتا ہے جسے "اخبار الخاطئہ "یعنی غلط، گمراہ کن اور غیر مصدقہ خبروں کی اشعات کہا جاتا ہے۔ اطلاعات کی رفتار نے جہاں پر رابطوں کو آسان بنایا ہے، وہیں پر غلط خبروں کے اثرات بھی کئی گنا زیادہ بڑھا دیئے ہیں مقامی وعلاقائی سطح پر یہ اثرات محض عارضی اضطراب تک محدود نہیں رہتے، بلکہ معاشرتی ہم آہنگی، عوامی اعتمادی، سماجی استحکام اور عوامی ذہن سازی پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔

غلط خبروں کا پھیلاؤ مخصوص گروہوں کے درمیان بداعتمادی، سیاسی تقسیم، مذہبی یا لسانی تنازعات کو پیدا کرتا ہے، اور بعض اوقات مقامی سطح پر کاروبار، عدالتی معاملات، یا انتظامی فیصلوں کو بھی متاثر کرتا ہے جبکہ اسلام کا نظریہ ابلاغ سچائی، حقیقت اور فطرت کے عین مطابق ہے جو توازن اور اعتدال پر مبنی ہے۔ اسلام تنقید برائے اصلاح کا قائل ہے تاکہ معاشرے میں کوئی ایسی برائی نہ پھیلے جو معاشرتی اور مذہبی اقدار کو دیمک کی طرح چاٹنے لگے اور اصلاح کرنا مشکل ہو جائے۔ ایسے ذرائع ابلاغ جو کہ عریانی وفحاشی، ظلم وتشدد، جھوٹے پروپیگنڈے اور انسانی وقار کو مجروح کرنے کی وجہ بنتے ہیں اسلام انہیں قبول نہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے پھیلاؤ کی بھی ممانعت کرتا ہے۔ اور یہی طریقہ کار آزاد اور خود مختار معاشروں کی خصوصیت بھی ہے تاکہ تکریم انسانیت کا خیال رکھا جائے۔

ان ہمہ گیر اثرات کے پیش نظر اخبار الخاطئہ کا تجزیاتی مطالعہ اس لیے ضروری ہے تاکہ یہ سمجھا جا سکے کہ غلط معلومات کس طرح مقامی وعلاقائی معاشروں کے سماجی، معاشی، ثقافتی اور سیاسی ڈھانچے میں بگاڑ کا باعث بنتی ہیں؟ اور ان کے جذبات کے لیے کون سی عملی اور تحقیقاتی حکمت عملیاں اختیار کی جاسکتی ہیں۔

خبر کا مفہوم:

عصر حاضر میں ذرائع ابلاغ کی وسعت اور تیز رفتار معلوماتی نظام کے سبب خبریں تیزی سے پھیلتی ہیں اور عوامی رائے پر بھی براہ راست اثر ڈالتی ہیں۔ اس ضمن میں علماء کے اقوال اور اصول بھی بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

محمد بن أحمد بن الأزهري لکھتے ہیں کہ :

الْخَبَرُ مَا أَتَاكَ من اخبار عَمَّنْ تَسْتَخْبِر. تقولُ: أَخْبَرْتُهُ وَخَبَّرْتُهُ. وجَمْعُ الْخَبَرِ: أَخْبَارٌ [1]

1۔ أبو منصور محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي، تهذيب اللغة، المحقق: محمد عوض مرعب (بيروت: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الأولى، 2001م)، 157/7

"خبر وہ ہے جو تمہارے پاس خبر آئی ہو جس کے بارے میں تم معلومات مانگ رہے ہو، تم کہتے ہو: میں نے اسے بتایا اور میں نے اسے خبر دی۔ خبر کی جمع اخبار ہے۔"

جمال الدین أبو المحاسن یوسف رقمطراز ہیں:

وهي جَمْع: خَبَر. وقيل: كُلُّ ما احْتَمل الصِّدْق والكَذِب (2)

"یہ خبروں کی جمع ہے اور ہر وہ چیز جو سچ یا غلط کہی جاتی ہے۔"

اخبار، ما يُعبَّر به عن واقعة ما، ما ينقل من معلومات ويُتحدَّث بها قولاً أو كتابةً وتعبِّر غالبًا عن أحداث جديدة كتلك المذكورة في الصحف والإذاعة والتليفزيون تسرَّبت الأخبار، نشر خبراً سأله عن أخباره (3)

"خبر وہ ہوتی ہے جس کا اظہار کسی واقعہ کے بارے میں کیا جاتا ہے۔ معلومات زبانی یا تحریری طور پر پہنچائی جاتی ہیں، یہ اکثر نئے واقعات کا اظہار کرتی ہیں جیسا کہ اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ذکر کیا جاتا ہے۔"

خبر وہ معلومات ہیں جو کسی واقعہ یا معاملہ کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کرتی ہیں اور معاشرتی رویوں اور فیصلوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ مقامی اور علاقائی سطح پر خبریں نہ صرف لوگوں کی معلومات بڑھاتی ہیں بلکہ بعض اوقات معاشرتی یا سیاسی تنازعات کی صورت بھی اختیار کر لیتی ہیں۔

خبر کی دو اقسام ہیں:

خبر کی دو اقسام ہیں جو جھوٹ اور سچ پر مشتمل ہیں (4)۔

1. اخبار الصادقہ
2. اخبار الخاطئہ

1۔ اخبار الصادقہ:

اس سے مراد ایسی خبر جو سچائی پر دلالت کرتی ہو۔ اور حقیقی ذرائع سے حاصل کی گئی ہو اخبار الصادقہ کی جامع اور دلکش

2۔ جمال الدین أبو المحاسن یوسف بن حسن بن عبد الهادي الحنبلي الدمشقي الصالحي المعروف بہ ابن المبرد، الدر النقي في شرح ألفاظ الخرقي (جدة: دار المجتمع للنشر والتوزيع، 1991م)، 223/2۔

3۔ حمید عمر، أحمد مختار عبد،، معجم اللغة العربية المعاصرة (عالم الكتب، 2007م)، 208/1۔

4۔ محمد عبد المالک، المدخل الی علوم الحدیث الشریف (المدينة المنورة: مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ، 1993ء)، 215/1۔

انداز میں تعریف کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی صاحب لکھتے ہیں کہ

’’حقیقی معنی کے لحاظ سے کسی خبر پر اخبار کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا۔ خبر، اخبار کا اطلاق اس خبر پر ہوتا ہے جو اہمیت و عظمت رکھنے کے ساتھ ساتھ ایسے ذرائع سے حاصل ہوئی ہو جن سے یقین حاصل ہو جائے یا کم از کم گمان غالب ہو‘‘(5)

اللہ تعالی کا ارشاد پاک ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِاخبار فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيْبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْن (6)

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے بیٹھو، پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔"

اس آیت کریمہ میں اخبار الصادقہ کے حوالے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ:

’’روزمرہ کے دنیاوی امور میں ہر خبر کی تحقیق کرنا یا پھر ہر خبر لانے والے کی یقین دہانی کرنا ضروری نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو لفظ اخبار آیا ہے وہ تمام تر خبروں کو شامل نہیں بلکہ ضروری یا اہمیت رکھنے والی خبر پر اس کا اطلاق ہوتا ہے لہذا روزمرہ کے عام معمولات میں یہ قاعدہ لاگو نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر: اگر کوئی شخص کسی کے گھر مہمان بن کر یا کسی بھی ضرورت کی غرض سے جائے اور اندر جانے کی اجازت مانگے اور اندر سے کوئی آ کر اسے کہے کہ اندر آ جاؤ تو یہ اس کے کہنے پر جا سکتا ہے چاہے وہ شخص اپنے اہل خانہ کے مقابلے میں فاسق ہی کیوں نہ ہو۔ بعینہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ بندہ جس کا فسق صرف جھوٹ بولنے یا بدکرداری جیسے اعمال کے متعلق نہیں بلکہ ان کا فسق عقیدہ کی بنیاد پر ہو تو ان کی گواہی یا روایت بھی قبول کی جا سکتی ہے یعنی صرف اس وجہ سے کہ ان کا عقیدہ صحیح نہیں، ان کی شہادت یا روایت قبول کرنے میں کوئی مانع نہیں‘‘(7)

مزید اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب تدبر القرآن یوں لکھتے ہیں کہ:

’’لفظ نباء کی تحقیق اس کے محل میں ہے کہ اس سے مراد کوئی اہم خبر ہوتی ہے جس کو باور کر لینے یا

5۔ اَبوالقاسم الحسین بن محمد الراغب الاَصفہانی، المفردات في غریب القرآن (بیروت: دار احیاء التراث العربي، 1989م) 337/2

6۔ القرآن، سورۃ الحجرات 4:49

7۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، 1998ء)، 2278/2

اس پر عمل کرنے سے دور رس نتائج کے پیدا ہونے کا امکان ہو۔ اس طرح کی اہم خبر اگر کوئی ایسا شخص دے جو دینی و اخلاقی اعتبار سے ناقابل اعتبار ہو تو عقل اور اخلاق دونوں کا تقاضا یہی ہے کہ اس کی بات اس وقت تک باور نہ کی جائے جب تک خبر اور مخبر دونوں کی اچھی طرح تحقیق نہ کرلی جائے۔ ہوسکتا ہے کہ خبر دینے والے نے فاسد محرکات کے تحت خبر دی ہو اور خبر یا تو بالکل جھوٹی ہو یا کسی بدنیتی سے اس میں ایسی کمی بیشی کردی گئی ہو کہ سننے والوں کے جذبات میں اس سے جوش و اشتعال پیدا ہو"[8]

اللہ سبحانہ وتعالی نے امت مسلمہ کے لیے ہدایت ورہنمائی کا یہ اصول بنادیا کہ جب کوئی ایسی خبر یا بات تمہیں ملے جس کا کوئی نتیجہ اخذ ہوتا ہو تو تم پہلے اس بات یا امر پر رد عمل دینے سے پہلے اس کی چھان بین کرلو کیونکہ اگر وہ کوئی فاسق شخص ہو تو اس کی بات اعتماد کے لائق نہیں ہوگی، اس اصول سے ایک قاعدہ یہ نکلتا ہے کہ حکومت وقت یا ریاست کے کسی بھی ادارے یا شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ کسی بھی شہری، گروہ یا جماعت کے خلاف کوئی کاروائی کسی بھی ایسے مخبر کے کہنے پر عمل میں لائے جس کا کردار معاشرے میں مشکوک ہو۔

2۔ اخبار الخاطئۃ:

اَلْخَطَا وَالْخَطَاۃُ کے معنٰی صحیح جہت سے عدول کرنے کے ہیں۔ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

- کوئی ایسا کام بالارادہ کرے جس پر مؤاخذہ ہوگا۔ اس معنٰی میں فعل خَطِیءَ یَخْطَا خَطْاً وَخِطْاَۃً بولا جاتا ہے۔[9]
- ارادہ تو اچھا کام کرنے کا ہو لیکن غلطی سے براکام سرزد ہو جائے تو کہا جاتا ہے: اَخْطَاَ یُخْطِي اِخْطَاءً فَھُوَ مُخْطِیءٌ: اس میں اس کا ارادہ تو درست ہوتا ہے مگر اس کا فعل غلط ہوتا ہے"[10]

اوپر چند سطروں میں خبر کے معنی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے جب کہ "الخاطئۃ" کی لغت کچھ اس طرح ہے:

خاطئة: الجذر (خ ط أ) مثال: هذه مواقف خاطئة السبب: لأن مجيء المصدر «خاطئة» من «أخطأ» نادر التعليق: وردت كلمة «خاطئة» بمعنى المصدر كما في قوله تعالى: {وجاء فرعون ومن قبله والمؤتفكات بالخاطئة} وعلى ذلك يمكن اعتبار التركيب من

8۔ مولانا امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن (لاہور: الفیض پبلی کیشنز، 2005)، 251/3

9۔ محمد بن کرم ابن المنظور الافریقی، لسان العرب (بیروت: دار صادر، 1998ء)، مادہ، خ ط ا، 175/14

10۔ الدکتور احمد مختار عمر، معجم الصواب اللغوي دليل المثقف العربي المؤلف (القاہرۃ: عالم الکتب، 2008)، 342/3

باب الوصف بالمصدر وهو كثير في العربية (11)

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ الخاطئہ کا مطلب غلط پس منظر اور الفاظ کو غلط رنگ دینا ہے،ایسی من گھڑت اور جھوٹی خبریں جو بغیر کسی ثبوت، دلیل،اور تصدیق کے ہوں ان کو اخبار الخاطئہ کہتے ہیں۔غلط اور جھوٹ پر مبنی خبریں معاشرے میں فتنہ اور انتشار کا باعث بنتی ہیں اور یہ وہی شخص بولتا ہے جو جھوٹا ہوتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ

"كفى بالمرء كذباً ان يحدث بكل ما سمع"(12)

"آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی دلیل کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے بغیر تحقیق آگے بیان کردے۔"

رسول اللہ کو منافقین کی طرف سے سب سے زیادہ خطرناک افواہ طرازی کا سامنا واقعہ افک میں کرنا پڑا الغرض دشمنان اسلام کی ہمیشہ یہ ناکام کوشش رہی ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹی افواہیں پھیلائیں تاکہ وہ اس عالمگیر و آفاقی دین اور اس روشنی کو ختم کر سکیں۔

مقامی علاقائی سطح پر اخبار الخاطئہ کے اثرات:

مخلوق بشر اپنی پیدائش کے روز اول سے اپنے جذبات واحساسات کو بیان کرنے کے لیے اور ان کو عملی شکل میں لاکر مکمل کرنے کے لیے ہر دور میں مختلف طریقے استعمال کرتی رہی ہے۔ گزرے وقتوں میں خبر رسائی کے لیے کبوتر یا قاصد کو ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف یا ایک علاقے سے دوسرے علاقے کی طرف بھیجا جاتا تھا جب کہ دور جدید میں ان طریقوں کو ترک کر دیا گیا اور جدید ٹیکنالوجی کی بدولت ایک نئی اصطلاح متعارف کی کرائی گئی ہے جس کو سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا کا نام دیا گیا ہے۔

مقامی اور علاقائی سطح پر لوگوں میں سوشل میڈیا کے ذریعے سے آن لائن بلاگز، سماجی روابط کی ویب گاہیں، موبائل، اور پیغام رسانی کے دیگر ڈیجیٹل ذرائع وغیرہ کے ذریعے سے سماجی روابط کو فروغ دیا جاتا ہے، جو سوشل میڈیا کا ایک ایسا جال ہے جو دنیا کے تمام افراد واداروں کو آپس میں جوڑتا ہے (منفی اور مثبت خبروں کے پوسٹرز، آڈیوز، ویڈیوز) کو ایک دوسرے سے شیئر کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

عصری تناظر میں ایک دوسرے تک خبر پہنچانے کے دو ہی جدید ذرائع ہیں: پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا۔ چنانچہ ملک و معاشرے میں اور مقامی علاقائی سطح پر ان دونوں ذرائع کا استعمال کیا جاتا ہے، جس کے مثبت اور منفی اثرات ہیں اور اگر

11۔الراغب الاصفہانی،المفردات فی غرائب القرآن،(بیروت: دار القلم،1992ء)،154/2

12۔أبوزكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، رياض الصالحين، تعليق و تحقيق: الدكتور ماهر ياسين الفحل، رئيس قسم الحديث، كلية العلوم الإسلامية- جامعة الأنبار،(دمشق بيروت: دار ابن كثير،2007ء)،1547/432

ان اثرات کو دیکھا جائے تو منفی اثرات مثبت اثرات کی بانسبت زیادہ ہیں۔ ذیل کی سطور میں ان پر تفصیل دی جارہی ہے۔

قومی اور علاقائی اقدار کا فقدان:

پاکستان میں ایک زمانہ تھا جب ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والی خبروں کو علاقائی زبانوں میں نشر کیا جاتا تھا اور سندھی، بلوچی، پشتو، ہندکو اور سرائیکی زبان میں خبریں بھی سننے کو ملتی تھیں جو تحقیق اور صحت کے اعتبار سے مثبت تاثرات پیدا کرتیں تھی جبکہ حالیہ دور میں اس کا فقدان ہی نظر آتا ہے۔

عصر حاضر میں اخبار الخاطئہ، جھوٹ، حسد، غیبت، بہتان اور افواہوں کی کثرت کی وجہ سے عزت و آبرو جیسی بیش قیمت اور محترم چیز بھی متاعِ کوچہ و بازار بن گئی ہے۔ تاریخ انسانی اس بات پر شاہد ہے کہ جس قدر نقصان انسان نے انسان کو پہنچایا ہے شاید ہی کسی دوسری چیز نے پہنچایا ہو۔ بعض اوقات تاریخ انسانی کے سیاہ صفحات سے گرداڑاتے ہوئے بے ساختہ زبان پر یہ جملے نکلتے ہیں کہ منفی خبروں سے انسان کو درندوں سے نہیں اب انسان سے ہی ڈر لگتا ہے۔ جب نیوز چینلز پر زیادہ تر منفی و غلط اور جھوٹی خبروں کی تشریح کی جائے گی تو قوم میں اخلاقی اقدار کا فقدان بڑھتا رہے گا۔ اور اگر اس کے متبادل اخبار الصادقہ کو عام کیا جائے تو معاشرے میں تمام فساد و فتنے ختم ہو سکتے ہیں۔

خاندانی جھگڑے و فتنہ فساد:

ہمارا معاشرہ سماجی اقدار میں جس رویہ کی طرف گامزن ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے مثلاً، کسی کو مارنا یا قتل کرنا، خاندانی گھریلو جھگڑے، پردے کی باتوں کو عیاں کرنا، کس مقام پر کیا ہو رہا ہے اس طرح کے تمام امور کو فرض سمجھتے ہوئے کیمرے کی آنکھ سے علاقائی اور قومی سطح پر ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کی میڈیا پر پھیلا دیا جاتا ہے۔ اور اخبارات سرخیوں میں بھی ایسے واقعات کا خوب چرچا کرتے ہیں اور چرب زبانی کے ساتھ خاندانی جھگڑے اور خون خرابہ کو عالمی سطح پر دکھایا جاتا ہے۔ ایسے لوگ ہی دراصل مال کی ہوس اور شیطان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں، جن کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالی کا ارشاد پاک ہے:

> وَقُلْ لِّعِبَادِىْ يَقُوْلُوا الَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا(13)

> اور اے پیغمبر اسلام! میرے بندوں سے کہہ دو جو بات کہو ایسی کہو کہ خوبی کی بات ہو شیطان لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے (اور انہونی باتیں پڑھاتا ہے) یقیناً شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔

13۔ القرآن، سورۃ الاسراء: 53

زیر نظر آیت میں فرمایا گیا کہ شیطان تو چاہتا ہے کہ لوگوں کے درمیان تفرقہ وفساد ڈالے گویا اس طرح کا کلام تفرقہ و فساد پیدا کرتا ہے جبکہ اس دور خود غرضی میں انسان اپنے نفس اور شیطان کے پھندے میں جھگڑا ہوا ہے۔

سوشل میڈیا کے بے دریغ استعمال نے خاندانوں کو منتشر کر دیا ہے۔ سوشل میڈیا سے قبل خاندان کے بڑے اور بچے سب مل کر بیٹھتے تھے، باتیں کرتے تھے اور دکھ سکھ میں شریک ہوتے تھے لیکن اب ان صحبتوں کی جگہ سوشل میڈیا نے لے لی ہے۔اس حوالے سے ام عبد منیب لکھتے ہیں کہ:

"ذرائع ابلاغ کا ایک نمایاں پہلو معاشرے کے منفی پہلوؤں کو منفی انداز میں اجاگر کرنا ہے۔ اخبارات والے آئے دن اپنی بکری میں اضافے کے لیے چٹ پٹے موضوعات پر سیمینار کرواتے رہتے ہیں جس سے اصلاح کی بجائے بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ دوسری طرف ٹیلی ویژن کا تمام تر مطمع نظر اس معاشرے کے پورے ڈھانچے کو بدل دینا ہے۔ ٹی وی ڈراموں میں موجودہ خاندانی سیٹ کو تنقید کا نشانہ منفی انداز میں بنا کر اس کا صحیح حل پیش کرنے کی بجائے انتشار پھیلایا جارہا ہے۔ مفاہمت کی بجائے مخالفت کی راہ دکھائی جاتی ہے۔ایسے پروگراموں نے گھریلو جھگڑوں کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ چنانچہ امریکی رائے عامہ کے سروے کے مطابق دو تہائی سے زائد عوام کی رائے میں اخبار خاطئہ اور ٹیلی ویژن نیوز پروگرام خاندانی اقدار سے انحطاط اور طلاق کی شرح میں اضافے کا سبب بنتے ہیں"(14)

یاد رہے کہ جب ٹیلی ویژن پروگرامز نیوز چینل امریکہ جیسے مادر پدر آزاد معاشرے پر یہ اثرات قائم کر رہے ہیں تو پاکستانی معاشرے پر اس کے اثرات کتنے مہلک ہوں گے۔ سوشل میڈیا کے اخبار خاطئہ سے قومی اور مقامی علاقائی خاندان فتنہ فساد کا شکار ہو چکے ہیں۔ گزشتہ وقتوں میں والدین اپنی تمام تر ذمہ داریوں کے ساتھ اولاد کی پرورش کیا کرتے تھے جب کہ دور حاضر میں والدین غفلت کا شکار ہیں اور modernism کے خوبصورت جال میں دستے جارہے ہیں۔

لوگوں کا ڈپریشن میں مبتلا ہونا:

سوشل میڈیا کی منفی خبروں کے مسلسل استعمال سے سکون و نیند متاثر ہوتی ہے۔ ظاہر ہے جب ایک بے چینی والی خبر دماغ میں داخل ہوتی ہے تو دماغ کے ساتھ ساتھ جسم بھی بے چینی کا شکار ہو جاتا ہے جس کے باعث بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔اور ظاہر ہے لوگ سوشل میڈیا کا استعمال خبر رسائی کے لیے ہی کرتے ہیں۔ذرائع ابلاغ نے نفسیاتی بیماری اور ڈیپریشن کو فروغ دیا ہے۔ قوم کے ذہنوں میں وہ جن اشیاء غیر ضروری کی خواہش پیدا کرتے ہیں،ان کا حصول ہر فرد کے بس

14۔ام عبد منیب، مریم خنساء، صحافت اور اس کی اخلاقی اقدار (لاہور: دار الشکر، 2020ء)، 13

کی بات نہیں۔ روز بروز نت نئی اشیاء کے اشتہارات، ٹی وی ڈراموں میں عالی شان گھر، لان، فرنیچر، ملبوسات، زیورات وغیرہ کے حصول کی خواہش بڑھ کر جنون اور ڈیپریشن کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالی نے انسان کی ہدایت کے لیے قران پاک میں ہر راستے کو متعین فرمایا ہے اللہ تبارک وتعالی ایمان والوں کے لیے فرماتے ہیں کہ

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا (15)

"بیشک یہ قرآن اس راستے کی رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔"

اللہ پر پختہ یقین اور پختہ ایمان والوں کو کوئی منفی خبر پروپگنڈا بے چین نہیں کر سکتا اور نہ ڈپریشن کا مریض بنا سکتا۔ اللہ تبارک وتعالی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمادیا ہے کہ قرآن ہی سیدھی راستے کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہے۔ اور ان لوگوں کے لیے خوشخبری ہے جو نیک اعمال کرتے ہیں ان کے لیے اللہ تبارک وتعالی کے ہاں بڑا اجر ہے۔ مزید اللہ تبارک و تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ (16)

"وہ لوگ جو ایمان والے ہیں ان کے دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ملتا ہے، خبردار، اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔"

بے شک دلوں کا سکون اور اطمینان اللہ تبارک وتعالی کے ذکر خیر میں ہی ہے۔ عصر حاضر میں اسلامی تعلیمات کو چھوڑ کر لوگوں نے سوشل میڈیا کے سلیبرٹی، ٹی وی نیوز کے اینکر، اشتہارات کے ماڈل ڈیزائن کی طرف ذہنوں کو متوجہ کر لیا ہے۔ خبر کو پوسٹ کرنا اور پھر ان کے لائکس دیکھنا ہی زندگی کا مقصد بنالیا ہے۔ اداسی یا ڈپریشن کا یہ خدشہ "ٹک ٹاک" اور "اسنیپ چیٹ" کے تیس سے پینتیس برس عمر کے صارفین میں زیادہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ لیکن اسی تناظر میں "فیس بک" صارفین میں یہ معاملہ الٹ محسوس ہوا۔ جہاں زیادہ عمر کی بجائے تیس برس سے کم عمر صارفین میں ڈپریشن کے زیادہ خطرات کو دریافت کیا گیا۔ یونیورسٹی آف پنسلوینیا کی جانب سے کی جانے والی ایک تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ سوشل میڈیا پر ایک دن میں 30 منٹ سے کم کام کرنے پر آپ کو بے چینی، ڈپریشن، احساس تنہائی اور نیند میں کمی جیسے مسائل سے کسی حد تک چھٹکارا مل سکتا ہے۔ سنہ 2015 میں اس حوالے سے کیے گئے ایک سروے میں یہ بات سامنے آئی کہ نوجوان ایک دن میں 9 گھنٹے سوشل میڈیا پر گزارنے کے بعد بھی اس سے مزید جڑے رہنے کے طلب گار ہوتے ہیں جو ایک تشویشناک علامت ہے

15۔ القرآن، سورۃ الإسراء: 9

16۔ القرآن، سورۃ الرعد: 28

کیونکہ اس سے انسان کی ذہنی اور نفسیاتی صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں“

علاقائی اور ملکی سوشل میڈیا کی منفی خبروں کے زیادہ استعمال کرنے والے میں لاکھوں صارفین ذہنی مسائل کا شکار ہیں۔ سوشل میڈیا کی اخبار خاطئہ سے لاکھوں نوجوان قنوطیت، تنہائی اور اضطراب کا شکار ہوئے ہیں اور سینکڑوں نوجوانوں اس ڈپریشن کی وجہ سے خودکشیاں بھی کر لیتے ہیں۔

علاقائی سطح پر جرائم کا فروغ:

لفظ جرائم کی جمع جریمۃ آتی ہے جس کا معنی ہے قانون کے خلاف کام کرنا، یا کوئی ایسا کام کرنا جو قابل سزا ہو[17]۔ کسی ذی شعور شخص کا شعوری حالت میں کوئی ایسا کام کرنا جو قانون کے مخالف ہو، ایسا فعل جرم کہلاتا ہے“[18]

ملکی اور علاقائی سطح پر کسی بھی جرم یا حادثے کے وقت وہاں موجود افراد کا بے ساختہ موبائل فون نکال کر اس بارے میں ویڈیو بنانا یا معلومات شیئر کرنے کی کی عادت میں اگر کسی انسان کی جان جا رہی ہے تو کوئی پرواہ نہین اور دوسرے انسان کو بس یہی ہے کہ وہ اس خبر کو کس طرح سوشل میڈیا پر پوسٹ کرے۔ کیونکہ آج کے دور میں انسانیت دفن ہو چکی ہے اور جرائم کو بغیر کسی خوف وخطرے کے سوشل میڈیا پر پوسٹ کیا جاتا ہے اسے خبر بنایا جاتا ہے۔ اور اس خبر کو عوام کے سامنے باقاعدہ زیب وزینت کے ساتھ سجا کر پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جرائم کے حوالے سے عبدالقدوس صاحب لکھتے ہیں کہ:

> عصر حاضر میں جرم ایک روزہ مرہ کا معمول بن گیا ہے ان جرائم کا تعلق کسی بھی قسم سے ہو لیکن ان جرائم سے نہ کسی شہری کی اجتماعی زندگی محفوظ ہے اور نہ ہی انفرادی، فی زمانہ ہمارے معاشرے میں آج جتنے بھی جرائم سر اٹھا رہے ہیں ان سب کی بڑی وجوہات میں سے ایک وجہ منفی خبروں کی ترویج کرنا ہے اور اسی وجہ سے معاشرہ جرائم کی زد میں آ رہا ہے، موجودہ دور میں بھی ہر طبقہ اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے دانش ور اور احباب گرامی اس کی وجوہات واسباب پر اپنی آراء دیتے ہیں، ہر بندہ اپنی اپنی تحقیق و رائے کے مطابق مختلف وجوہات مثلاً، غربت، بے روزگاری، ناانصافی، عدم برداشت وغیرہ کو جرائم کی وجہ قرار دے رہا ہے لیکن عصر حاضر میں اس کی اہم وجہ منفی وغلط خبروں کا پھیلانا ہے۔[19]

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے کہ

17۔ابن المنظور، لسان العرب، 334/2

18۔ منشی عظمت اللہ، ڈپٹی نذیر احمد، مجموعہ ہند تعزیرات ہند (لکھنو: مکتبہ نول کشور، 1860ء)، 22

19۔عبدالقدوس، معاشرتی جرائم کے اسباب اور ان کا ممکنہ تدارک اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ممکنہ حل (لاہور: المکتبۃ البشری، 2016ء)، 23

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (20)

اور جو لوگ اللہ کی حد سے باہر نکل جائیں یہی لوگ ظالم ہیں۔

جرائم کے خاتمے کے لیے دین اسلام کی جو تعلیمات ہیں ان میں ایک ہر گناہ پر اس گناہ کی نوعیت کے مطابق حدود کا عمل ہے۔اس حوالے سے شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

"اسلام نے ان جرائم پر حدود نافذ کی ہیں جن جرائم سے انسانی زندگی میں بدامنی پھیلتی ہے۔اور مجرم کو ان جرائم کے بار بار کرنے سے اس کی عادت ہو جاتی ہے اور اگر ان جرائم کو ختم نہ کیا جائے تو پھر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ محض آخرت کے خوف دلانے سے یہ جرم ختم نہیں ہوتے بلکہ اس کے خاتمے کے لیے سخت سزائیں تجویز کرنی پڑتی ہیں تاکہ معاشرے کا سکون خراب نہ ہو"(21)

سوشل میڈیا پر جرائم کی خبروں کے متعلق صحافت اور اس کے اخلاق اقدار میں لکھا ہے کہ:

"ذرائع ابلاغ کا ایک اہم نفسیاتی پہلو جرائم کے رجحان کا فروغ ہے۔ذرائع اخبار میں جرائم کو اس انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ مزید کئی جرائم کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔ مجرموں کو جرائم کے تذکرے سے شہ ملتی ہے احساس گناہ میں کمی ہو جاتی ہے اور یہ احساس تقویت پہنچاتا ہے کہ یہ جرم کرنے والے صرف ہم ہی نہیں اور بھی بہت سے لوگ ہیں۔ جرائم کی تفصیلات سے مجرموں کو کئی نئی تکنیکوں کا پتا چلتا ہے"(22)

سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر جرائم کے حوالے سے خبر شائع کردی جاتی ہیں جس سے مجرم کو مزید حوصلہ افزائی ملتی ہے۔جب کہ لوگ اپنی خبریں خود مجرموں تک سوشل میڈیا کے ذریعے پہنچا رہے ہیں جب وہ چوری چکاری کی زد میں آتے ہیں تو تحقیق کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ یہ پوسٹ انہوں نے خود سوشل میڈیا پر اپلوڈ کی ہے۔ہمارے پاس اتنا زیور پیسہ، سونا اور اتنے بڑے گھر اور بڑی گاڑی ہے۔نیت ان کی دکھاوے کی ہوتی ہے لیکن اس نیت کی زد میں خود ہی آڑے ہاتھ آجاتے ہیں۔

دینی اقدار سے دوری:

حالات حاضرہ کی وجہ سے یہ واضح طور پر ثابت ہے کہ انسان دین اسلام سے دور تو ہو رہا ہے لیکن دین اسلام اس میں

20۔القرآن، سورۃ البقرۃ:229

21۔شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ (لاہور: کتاب خانہ شان اسلام، 2000ء)، 158/2

22۔ام عبد منیب، صحافت اور اس کی اخلاقی اقدار، 13

شک وشبہ بھی سوشل اور پرنٹ میڈیا کے صارفین کی مہربانی کی زد میں ہے جیسا کہ:

سوشل میڈیا کی وجہ سے ہماری زندگی میں جو بڑے فتنے آئے ہیں ان میں سے ایک بہت بڑا فتنہ اور ایک بہت بڑا خطرہ یہ ہے کہ آج اس کی وجہ سے نئی نسلوں کا ایمان اور عقیدہ لٹ رہا ہے، نئی نسلیں اپنے دین کو گنوا رہی ہیں، مسلمانوں کی صفوں میں بڑی تیزی کے ساتھ الحاد اور بے دینی داخل ہو رہی ہے، فکری اور نظریاتی ارتداد آرہا ہے سوشل میڈیا پر آج لکھنے، بولنے اور پڑھنے والے کون لوگ ہیں۔ آج اسلام کے نام سے انٹرنیٹ پر عیسائیوں اور قادیانیوں کی سینکڑوں ویب سائٹس ہیں۔ مسلمان جو حدیثِ رسول کا انکار کرتے ہیں، غلط عقیدہ رکھنے والے ہیں، انٹرنیٹ پر انہوں نے سینکڑوں شبہات چھوڑے ہوئے ہیں، سب نے اپنی اپنی باتیں بڑے ہی خوبصورت الفاظ اور انداز میں انٹرنیٹ پر چھوڑ بیان کی ہیں، کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر گمراہ فرقہ اور مذہب لوگوں کو لبھانے کے لیے اپنی تحریر اور تقریر، اور دعوت و تبلیغ کا آغاز دین کی بنیادی معلومات اور ہم خیال نقطے سے کرتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کسی بھی مذہب اور فرقے کو مقبولیت نہیں مل سکتی اور نہ لوگ اس کو مان سکتے ہیں، جب تک کہ وہ خوشنمانہ بنے''[23]

ہمارے نوجوان انٹرنیٹ پر بیٹھتے ہیں مگر انہیں یہ معلوم نہیں کہ کیا پڑھنا چاہیے اور کیا نہیں، کیا دیکھنا چاہیے اور کیا نہیں، کیا سننا چاہیے اور کیا نہیں، کیونکہ یاد رکھیں ہر مضمون پڑھنے، ہر بات سننے اور ہر منظر دیکھنے کے لائق نہیں ہوتا ہے، اگر ہم وہ مضمون پڑھ لیں جسے نہیں پڑھنا چاہیے اور ہمارے پاس علم کی کمی ہو تو ایک مضمون ہمارے ایمان اور عقیدے میں بگاڑ پیدا کر سکتا ہے، ایک تحریر ہی ہمارے عقیدے کو خراب کر سکتی ہے، ایک منظر ہی ہمارے دین وایمان کے لیے خطرہ بن سکتا ہے اور پیارے نبی ﷺ نے بہت ہی خوبصورت الفاظ میں اس فتنے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قیامت سے پہلے یہ حالات ہوں گے اور ایسے ایسے فتنے جنم لیں گے کہ:

يُصبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا، ويُمسِي كَافِرًا، ويُمْسِي مُؤْمِنًا، ويُصبِحُ كافِرًا [24]

"جو شخص صبح کو مومن تھا وہ شام ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا اور جو شام کو مومن تھا وہ صبح ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا"۔

لوگوں کا ایمان وعقیدہ اتنی تیزی کے ساتھ لٹ رہا ہے کہ الایمان باللہ، انٹرنیٹ پر بیٹھے ہوئے ہم نے کوئی ایسا مضمون

23۔ محمد شہزاد قادری تورابی، سوشل میڈیا کے 145 سوالات کے جوابات (لاہور: زاویہ پبلشر، 2021ء)، 136

24 ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، جامع ترمذی، (مصر، دار ابی بکر، 1980ء)، باب مَا جَاءَ سَتَكُونُ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، 2197/4

پڑھ لیا جس کا لکھنے والا گمراہ ہے ہمیں نہیں معلوم اور اس کے اس مضمون کی وجہ سے ہمارے ذہن میں اللہ، رسول ﷺ، دین اور قرآن کے متعلق ایسے شبہات آ گئے کہ شام کو جو کامل ایمان والا تھا صبح ہوتے ہی ان شبہات کی وجہ سے اپنا دین و ایمان گنوا دیا اور اپنا عقیدہ میں شک، اسی طرح آج مسلم لڑکیوں کا سوشل میڈیا کے ذریعے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ غیر رسمی گفتگو میں مبتلا ہو کر اپنے زیب و زینت کی نمائش کرنا، ان کے ساتھ فرار ہو کر اپنی زندگی کو تباہ و برباد کر کے فتنہ ارتداد کا شکار ہونا، ان ساری فتنہ انگیزیوں کے پیچھے جو آلہ کار ہے وہ بھی سوشل میڈیا ہی ہے۔

بچوں پر منفی اثرات:

سوشل میڈیا کے غلط خبروں استعمال کا ایک منفی اثر ہمارے بڑوں اور بچوں پر یہ ہوا کہ ان کے اندر بد اخلاقی عام ہو رہی ہے۔ آج کل کے سوشل میڈیا نے تو معصوم بچوں کو توتلی زبان بولتے وہ چالاکی سکھادی ہے کہ اب یہ کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ بچے فرشتے ہوتے ہیں۔ محض تین یا چار سال کی عمر میں معصوم بچوں کو بڑی بڑی باتیں سکھا کر محض پیسہ کمانے کے لیے یوٹیوب چینل چلائے جا رہے ہیں۔ المیہ تو یہ ہے کہ کم سن لڑکے لڑکیوں میں یہ دوڑ چل رہی ہے کہ کون زیادہ بد تمیزی کر کے راتوں رات سوشل میڈیا سٹار بن سکتا ہے۔ ہر وقت ان بیکار حرکتوں کو کرنے اور دیکھنے میں مصروف نوجوان نسل تعمیری سرگرمیوں سے دور ہوتی جا رہی ہے۔

آج کتنے والدین کو اپنے بچوں سے شکایت ہے کہ بچہ ہر چیز میں ضد اور ہٹ دھرمی پر آجاتا ہے، ہر بات کو لڑ جھگڑ کر منوانے کا عادی ہو چکا ہے، فوراً توڑ پھوڑ مچانا اور چیزوں کو بکھیرنا، چھوٹے بھائی پہ شفقت اور رحم نہ کرنا، اس کو دوڑانا، جو ہاتھ میں آئے وہ اٹھا کر مارنا، اس کے علاوہ دیگر بری عادتیں اس میں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں لیکن ہم اگر اس کی بنیادی وجہ جاننے کی کوشش کریں تو پتہ چلے گا کہ بچے کا زیادہ تر وقت گیم کھیلنے اور منفی خبروں میں گزرتا ہے۔ جس بچے کا زیادہ وقت ایسے گیمز اور منفی خبروں میں گزر رہا ہو جس میں وہ کسی کو گولی مار رہا ہے، کسی پر بم پھینک رہا ہے، کسی کو دوڑا رہا ہے اور پھر اس کو جیت اور کامیابی سمجھ رہا ہے ایسا بچہ شدت پسند اور ہٹ دھرم نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا غرضیکہ موبائل گیمز کی وجہ سے ہمارے بچوں کی غلط تربیت ہو رہی ہے، آج سوشل میڈیا کی وجہ سے جو شدت پسندی اور اخلاقی گراوٹ آچکی ہے کہ اللہ کی پناہ انسانیت شرمسار ہو جائے۔

عورتوں کا انتشار وافواہیں:

علاقائی سطح پر خواتین جب کسی خوشی کی رسم یا غمی کے موقع پر آپس میں ملتی ہیں۔ تو ان کی الگ منفی تاثرات پر خبریں شروع ہو جاتی ہیں۔ اور یہ خبریں غیبت، چغلی، جھوٹ پر مشتمل ہوتی ہیں۔

انگریزی کا لفظ گوسپ جو اردو میں گپ بازی، خبر بازی کہلاتی ہے دلچسپ اور وسیع مفہوم کا حامل ہے اور اسکی اپنی ایک تاریخ ہے۔ بہت ساری عورتوں کے لیے گپ شپ کرنا صرف ایک مشغلہ ہوتا ہے اور وہ گھنٹوں آپس میں بیٹھ کر گپ شپ

کرتے کرتی رہتی ہیں اور اسی گپ شپ کے باعث فضول اور بے مطلب باتیں معاشرے میں گردش کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں ادھر ادھر خبریں پھیلانے والے سیدھے سادھے بے ضرر لوگوں سے لے کر بات کا بتنگڑ بنانے والوں اور بدنام کرنے والوں تک کا ایک طویل سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ بے فکر عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کے بارے میں آپس میں گفت وشنید شروع کرتی ہیں اور پھر ان کی گفتگو کا رخ لازمی طور پر اپنے پڑوسیوں، دوستوں اور رشتے داروں کی جانب موڑ لیتی ہیں اور وہ ان کے بارے میں جھوٹی سچی باتیں کرتی ہیں۔

بہت سے افراد اکثر یہ سب دانستہ طور پر نہیں کرتے اور نہ ہی ان کا مقصد دوسروں کے لیے مسائل پیدا کرنا ہوتا ہے لیکن وہ خود اس بات کا اندازہ نہیں لگا پاتے کہ ان کی زبان سے نکلی ہوئی غیر ذمہ دارانہ بات دوسروں کے لیے مسائل کا باعث بن سکتی ہے اور اسی طرح معاشرے میں شر انگیزی اور تلخی جنم لیتی ہے۔ انتہائی شاطر طریقے سے غلط بات اور جھوٹی من گھڑت کہانیوں کے ذریعے لوگوں کے درمیان نفاق کے بیج ہوتے ہیں یہ افراد معاشرے میں فتنے فساد کو ہوا دیتے ہیں۔ یہ وہ افراد ہیں جن کی زبان سے کبھی کلمہ خیر نہیں نکلتا اور انہیں محض فضول گوئی، جھوٹ گھڑنے اور اسے پھیلانے میں ہی سکون ملتا ہے۔ یہ تمام چیزیں ایک گپ باز اور بے مقصد باتیں بھگارنے والے کی شخصیت کا پتا دیتی ہے۔

اخلاقی اور سماجی برائیاں:

زیادہ تر اخلاقی اور سماجی برائیوں کی جڑ جھوٹ ہی ہے، افواہیں اِسی سے جنم لیتی ہیں، غیبت اور چغل خوری کے تانے بانے بھی اِسی سے جڑے ہوئے ہیں، تہمت تراشی اور الزام سازی بھی جھوٹ ہی کی مروّجہ شکل ہے، نفاق جیسی مہلک روحانی بیماری بھی جھوٹ ہی سے پیدا ہوتی ہے، غرض ملی وجماعتی زندگی کے بیشتر مسائل جھوٹ کی لعنت سے پیدا ہوتے ہیں، لہٰذا اگر جھوٹ کو معاشرے سے ختم کر دیا گیا تو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے بہت سے مسائل از خود ختم ہو جائیں گے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قران میں فرمایا کہ:

> يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِاخبار فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ[25]
>
> اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے بیٹھو، پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

مزید ارشاد ربانی ہے:

> لَئِنۡ لَّمۡ يَنۡتَهِ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ وَّالۡمُرۡجِفُوۡنَ فِى الۡمَدِيۡنَةِ لَـنُغۡرِيَنَّكَ بِهِمۡ ثُمَّ لَا

25۔ القرآن، سورۃ الحجرات: 6

يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا[26]

"اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے، اور وہ جو مدینہ میں ہیجان انگیز افوائیں پھیلانے والے ہیں، اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کے خلاف کاروائی کرنے کے لیے تمہیں اٹھا کھڑا کریں گے، پھر وہ اس شہر میں مشکل ہی سے تمہارے ساتھ رہ سکیں گے۔"

''دل کی خرابی" سے مراد یہاں دو قسم کی خرابیاں ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرنے کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کا بدخواہ ہو۔ دوسرے یہ کہ آدمی بدنیتی، آوارگی اور مجرمانہ ذہنیت میں مبتلا ہو اور اس کے ناپاک رجحانات اس کی حرکات و سکنات سے پھوٹے پڑتے ہوں''[27]

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں میں گھبراہٹ پھیلانے اور ان کے حوصلے پست کرنے کے لیے آئے دن مدینے میں اس طرح کی خبریں اڑایا کرتے تھے کہ فلاں جگہ مسلمانوں کو بڑی زک پہنچی ہے اور فلاں جگہ مسلمانوں کے خلاف بڑی طاقت جمع ہو رہی ہے اور عنقریب مدینہ پر اچانک حملہ ہونے والا ہے۔ اس کے ساتھ ان کا ایک مشغلہ یہ بھی تھا کہ وہ خاندان نبوت اور شرفائے مسلمین کی خانگی زندگی کے متعلق طرح طرح کے افسانے گھڑتے اور پھیلاتے تھے تاکہ اس سے عوام میں بدگمانیاں پیدا ہوں اور مسلمانوں کے اخلاقی اثر کو نقصان پہنچے۔

منفی خبروں سے بے جا تنقید کا رجحان:

ملکی سطح پر اخبار خاطئہ کی بے شمار صورتیں ہیں۔ جن میں سے ایک بے جا تنقیدات ہے کیونکہ تنقید برائے تنقید کا مقصود دراصل تذلیل انسانیت ہوتا ہے۔ سوشل میڈیا پر بے جا تنقیدات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہے، ہر ایک شخص دوسروں پر تیر برسا رہا ہے۔ صبح شام خبروں میں ہر قسم کی برائی کی نسبت دوسروں کی طرف کر دیتے ہیں اور خود اپنے آپ کو ہر قسم کی برائی سے پاک اور مبرا سمجھتے ہیں۔ اس قسم کے تصورات سے معاشرے میں تعمیر نہیں بلکہ تخریب پیدا ہوتی ہے۔

چنانچہ اس حوالے سے صاحب تفسیر المظہری لکھتے ہیں کہ

"قرآن کریم نے ہمیں یہ ترغیب دی ہے کہ ہم کسی کو نشانہ نہ بنائیں، بلکہ وعظ و نصیحت کرتے وقت ہوئے دوسروں کی طرف باتیں منسوب کرنے کی بجائے اپنی طرف منسوب کریں، جس کا اندازہ حبیب نجار کے واقعہ سے ہوتا ہے۔"[28]

26۔ القرآن، سورۃ الاحزاب: 60

27۔ مودودی، تفہیم القرآن، 341/4

28۔ محمد ثناءاللہ پانی پتی، تفسیر المظہری (بیروت: داراحیاء التراث، 2004ء)، 2175/4

اصلاح معاشرت کے سلسلے میں انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت رہی کہ انہوں نے تنقید برائے تنقید سے کام نہیں لیا ہے، البتہ تنقید برائے تعمیر سے گریز بھی نہیں کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کا معاشرہ ایک آئیڈیل معاشرہ بن گیا۔ اس لئے انسان کو سب سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے اور اپنے اعمال پر نظر ڈال کر دوسروں پر تنقید کرنے کے بجائے ان کی اصلاح کی فکر کریں۔ اس لئے سوشل میڈیا پر اگر کوئی ایسی پوسٹ آجائے جو تنقید کا جواز فراہم کرتی ہو تب بھی اصلاح کو مد نظر رکھتے ہوئے کمنٹ تعمیری انداز میں لکھنا چاہیئے، تاکہ اختلاف کے بجائے اتفاق کی فضا پیدا ہو گئے۔

ریاستی امور میں افواہ بازی کا بڑھتا رجحان:

خبر ایجنسیاں، نیوز ٹی وی چینلز پر کبھی سیاسی بنیاد پر تو کبھی معاشرتی اور سماجی بنیاد پر مختلف قسم کی افواہیں پھیلائی جاتی ہیں۔ بے بنیاد افواہ انگیزی اور غلط اطلاعات کے سد باب کے لیے اسلام نے ہمیں یہ ہدایت دی ہے کہ ہم ہر سنی سنائی بات کی نقالی نہ کریں، جب تک اس کی پوری تحقیق نہ ہوئی ہو۔ ارشاد باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِن جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِاخبار فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْن(29)

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے بیٹھو، پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔"

ان مذکورہ الفاظ میں ہمیں تحقیق کے بغیر کسی بات پر اعتماد کرنے اور اس کے نتیجے میں رونما ہونے والے اقدامات سے منع کیا گیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس برے عمل کی وجہ سے معاشرے میں فساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

كفى بالمرء كذباً ان يحدث لكل ما سمع (30)

"کسی شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دے۔"

ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو نقل نہ کریں جب تک اس کی پوری تحقیق نہیں ہوئی ہو۔ آج فیس بک، واٹس ایپ کے ذریعے مختلف قسم کی ایذا رساں افواہیں، غلط بیانات اور زہریلا تحریری مواد اور منفی پروپیگنڈے ہمارے معاشرے میں پھیل رہے ہیں، جس کی بنیادی وجہ تحقیق کے بغیر بات آگے نقل کرنا ہے۔ ہمارے سیاست دان چینلز پر آکر پریس کانفرنس کرتے ہیں جس میں وہ کئی بیانات جاری کرتے ہیں بیانات

29۔ القرآن، سورۃ الحجرات: 6

30۔ النووی، ریاض الصالحین، 2/2310

تحقیق کے بغیر جاری کر دیئے جاتے ہیں اور بعد میں عوام سے معذرت کر لی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں نیوز ٹی وی چینلز کے استعمال کرنے والوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جو پوسٹ یا خبر شیئر کر رہے ہیں، اس کی تحقیق کر لیں اور ہر قسم کی خبروں کو بغیر تحقیق کے شیئر کرنے سے بچتے رہیں۔

حادثات کی خبریں وجانی نقصان:

آئے دن ایسے حادثات کی خبریں ہماری نظروں سے گزرتی رہتی ہیں کہ سیلفی لینے کی کوشش میں کوئی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا، کوئی ندی میں جا گرا تو کوئی ٹرین کی زد میں آگیا۔ کئی افراد تو ایسے ہیں کہ گاڑی بھی چلا رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ کان میں بلوتوتھ اور ہیڈ فون لگا کر گانے بھی سن رہے ہوتے ہیں یا گاڑی چلانے کے دوران اگر کسی کا کال یا میسج آجائے تو گاڑی روکے بغیر ہی ریسیو کر لیتے ہیں اور اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیتے، ہیں آج زیادہ تر حادثات اور ایکسیڈنٹ کے پیچھے یہی وجہ ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ [31]

"کہ تم لوگ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو"

اور لوگوں کی اس عجلت کو دیکھ کر تعجب کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ کیا اس موبائل کے مالک ہم ہیں یا وہ ہمارا مالک ہے کیا ہم نے اس کو اپنی ضرورت کے لیے خریدا ہے یا اس نے ہم کو خرید رکھا ہے اور واقعی میں انسان جیسی عقل وشعور رکھنے والی مخلوق کے لیے بڑی ذلت ورسوائی کی بات ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں بنائی ہوئی چیز کا غلام بن جائے، آج سوشل میڈیا ہماری زندگی کی سب سے بڑی ترجیح بن چکا ہے، زندگی جیسی قیمتی دولت کو بھی ہم نے اس کے لیے وقف کر دیا ہے۔

خلاصہ ونتائج بحث:

اسلام نے خبر کی تحقیق کو بنیادی اصول قرار دیا ہے قرآن مجید کی آیت نباء اس حقیقت کی مضبوط دلیل ہے کہ ہر اہم خبر کو قبول کرنے سے پہلے اس کے راوی اور اس کے مضمون کی تحقیق لازمی ہے، احادیث میں بھی بغیر تحقیق کے بات آگے پھیلانے کو جھوٹ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

ذرائع ابلاغ خصوصاً سوشل میڈیا پر غلط خبریں نہ صرف قومی وعلاقائی اقدار کے زوال کا سبب بنتی ہیں بلکہ خاندانی نظام کو بھی متاثر کرتی ہیں جھوٹ، بہتان، افواہوں، لالچ وتشدد اور فحاشی کو نمایاں کرنے سے معاشرے میں منفی طرز عمل مضبوط ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات واضح کرتی ہیں کہ دلوں کا سکون اللہ کے ذکر سے ہے نہ کہ گمراہ کن خبروں اور سوشل میڈیا سے،

31۔ القرآن، سورۃ البقرہ: 195

قرآن وسنت کی رہنمائی اختیار کے بغیر سوشل میڈیا کا بے تحاشا استعمال انسان کو بے چینی، حسد مایوسی اور ذہنی انتشار کا شکار کر دیتا ہے۔

لہذا اخبار الخاطئہ کے بڑھتے ہوئے فتنوں کے سد باب کے لیے ضروری ہے کہ خبروں کی تحقیق، میڈیا اخلاقیات، مثبت ابلاغ اور اسلامی اصولوں پر مبنی پالیسیوں کو فروغ دیا جائے تاکہ سماج جھوٹی خبروں کے منفی اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

کتابیات

القرآن الکریم

ابن المبرد، جمال الدین أبو المحاسن یوسف بن حسن بن عبد الهادي الحنبلي الدمشقي الصالحي، الدر النقي في شرح ألفاظ الخرقي، جدة: دار المجتمع للنشر والتوزيع، 1991م

ابن المنظور، محمد بن کرم الافریقی، لسان العرب، بیروت: دار صادر، 1998ء

احمد مختار عمر، الدکتور، معجم الصواب اللغوي دليل المثقف العربي المؤلف، القاهرة: عالم الكتب، 2008

اصلاحی، مولانا امین احسن، تدبر قرآن، لاہور: الفیض پبلی کیشنز، 2005

ام عبد منیب مریم خنساء، صحافت اور اس کی اخلاقی اقدار، لاہور: دار الشکر، 2020ء

پانی پتی، محمد ثناالله، تفسیر المظہری، بیروت: دار احیاء التراث، 2004ء

الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، جامع ترمذی، مصر، دار ابی بکر، 1980ء

حمید عمر، أحمد مختار عبد، معجم اللغة العربية المعاصرة، عالم الكتب، 2007م

الراغب الأصفهانی، أبو القاسم الحسين بن محمد، المفردات في غريب القرآن، بيروت: دار احياء التراث العربي، 1989م

شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، لاہور: کتاب خانہ شان اسلام، 2000ء

عبد القدوس، معاشرتی جرائم کے اسباب اور ان کا ممکنہ تدارک اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ممکنہ حل، لاہور: المکتبۃ البشری، 2016ء

محمد شہزاد قادری توارابی، سوشل میڈیا کے 145 سوالات کے جوابات (لاہور: زاویہ پبلشر، 2021ء)، 136

محمد عبد المالک، المدخل الی علوم الحدیث الشریف، المدینۃ المنورۃ: مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ، 1993ء

منشی عظمت اللہ، ڈپٹی نذیر احمد، مجموعہ ہند تعزیرات ہند، لکھنو: مکتبہ نول کشور، 1860ء

مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، 1998ء

النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف، رياض الصالحين، تعليق وتحقيق: الدكتور ماهر ياسين الفحل، رئيس قسم الحديث، كلية العلوم الإسلامية- جامعة الأنبار، دمشق بيروت: دار ابن كثير، 2007ء

الهروی، أبو منصور محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي، تهذيب اللغة، المحقق: محمد عوض مرعب، بيروت: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الأولى، 2001م

Al-Qur'ān al-Karīm.

'Abd al-Quddūs. *Mu'āsharatī Jarā'im ke Asbāb aur un kā Mumkina Tadaruk: Islāmī Ta'alīmāt kī Roshni meṅ Mumkina Ḥal*. Lahore: Al-Maktabah al-Bas̲hrī, 2016.

'Umar, Aḥmad Mukhtār. *Mu'jam al-Ṣawāb al-Lughawī: Dalīl al-Muthaqqaf al-'Arabī al-Mu'allif*. Cairo: 'Ālam al-Kutub, 2008.

Al-Harawī, Abū Manṣūr Muḥammad ibn Aḥmad ibn al-Azharī. *Tahdhīb al-Lughah*. Edited by Muḥammad 'Awaḍ Mar'ab. Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1st ed., 2001.

Al-Nawawī, Abū Zakariyyā Yaḥyā ibn Sharaf. *Riyāḍ al-Ṣāliḥīn*. Edited by Māhir Yāsīn al-Faḥl. Damascus–Beirut: Dār Ibn Kathīr, 2007.

Al-Rāghib al-Aṣfahānī, Abū al-Qāsim al-Ḥusayn ibn Muḥammad. *Al-Mufradāt fī Gharīb al-Qur'ān*. Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1989.

Al-Tirmidhī, Abū 'Īsā Muḥammad ibn 'Īsā. *Jāmi' al-Tirmidhī*. Egypt: Dār Abī Bakr, 1980.

Ḥamīd 'Umar, Aḥmad Mukhtār 'Abd. *Mu'jam al-Lughah al-'Arabiyyah al-Mu'āṣirah*. 'Ālam al-Kutub, 2007.

Ibn al-Mubarrad, Jamāl al-Dīn Abū al-Maḥāsin Yūsuf ibn Ḥasan ibn 'Abd al-Hādī al-Ḥanbalī al-Dimashqī al-Ṣāliḥī. *Al-Durr al-Naqī fī Sharḥ Alfāẓ al-Khiraqī*. Jeddah: Dār al-Mujtama' li-al-Nashr wa-al-Tawzī', 1991.

Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Karam al-Afrīqī. *Lisān al-'Arab*. Beirut: Dār Ṣādir, 1998.

Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan. *Tadabbur-i-Qur'ān*. Lahore: Al-Fayḍ Publications, 2005.

Mawdūdī, Sayyid Abū al-A'lā. *Tafhīm al-Qur'ān*. Lahore: Maktabah Ta'mīr Insāniyat, 1998.

Muḥammad 'Abd al-Mālik. *Al-Madkhal ilā 'Ulūm al-Ḥadīth al-Sharīf*. Al-Madīnah al-Munawwarah: Markaz al-Da'wah al-Islāmiyyah, 1993.

Munshī 'Aẓmatullāh, Deputy Naẕīr Aḥmad. *Majmū'ah Hind Ta'zīrāt Hind*. Lucknow: Maktabah Naval Kishore, 1860.

Pānīpatī, Muḥammad Thanā'ullāh. *Tafsīr al-Maẓharī*. Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth, 2004.

Qādrī Tuwārābī, Muḥammad Shehzād. *Social Media ke 145 Sawālāt ke Jawabāt*. Lahore: Zāwiyah Publisher, 2021.

Shāh Walīullāh. *Ḥujjatullāh al-Bālighah*. Lahore: Kitāb Khānah Shān-i-Islām, 2000.

Umm 'Abd Munīb Maryam Khansā'. *Ṣiḥāfat aur Is kī Akhlāqī Aqdar*. Lahore: Dār al-Shukr, 2020.